قرآن وحدیث کی روشنی میں اولاد کی اہمیت وافادیت

عبدالرزاق شہزاد سیالوی
ویمنز اسٹڈیز، جامعہ کراچی

محمد شاہد
شعبہ سماجی بہبود، جامعہ کراچی

تبسم کلثوم فیضی
شعبہ اسلامک اسٹڈیز، وفاقی اُردو یونیورسٹی

تلخیص

اسلام نے بچوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں بنیادی اصول تشکیل دیئے ہیں۔قرآنی تعلیمات کے مطابق، اس دنیا کی مادہ چیزیں اور اولاد زندگی کا امتحان ہیں۔ نبی پاک ﷺ کا والدین کو حکم ہے کہ اپنے بچوں کو ابتداء سے ہی مذہبی تعلیمات دینی چاہئیں ورنہ انہیں روزِ محشر اپنے اعمال کی جواب دہی دینی پڑے گی۔ بچوں کی اچھی تربیت اور اچھا اخلاق سکھانا چاہیئے۔موجودہ دور میں بچوں کی پرورش ایک سنگین مسئلہ ہے۔مسلمانوں کو یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیئے کہ اللہ ہی ان کو ان کی اولاد کو رزق فراہم کریں گے۔ لہٰذا بھوک اور افلاس سے گھبرا کر بچوں کو مار دینا سنگین گناہ ہے۔فرمانِ خداوندی ہے: ’’بچوں کو اپنی خواہش کی بنیاد پر نہ مارو ہم تمہاری اور تمہاری اولاد کی ضروریات پوری کریں گے۔ جو والدین بچوں کی بہترین تربیت کرتے ہیں۔انہیں اچھا انسان اور مومن بناتے ہیں یقیناً ان کے لئے قبروں میں اور آخرت میں اللہ کی طرف سے جزاء ہے۔

Abstract

Islam outlines the basic principles regarding the treatment of the children. According to the teachings of Quran, the material things of this world and children are the test of this life. The Prophet (PUBH) enjoined upon the parents to take care of the religious instruction of their children from the very beginning, otherwise they will be called to account for negligence on the day of judgement. They must be properly brought and taught good manners. In the contemporary world, how to raise children is a major issue. The Muslims are instructed to keep in mind that it is Allah who gives them Rizq and to the children as well. So it is a major sin to kill the children for want and poverty. Allah says: "Kill not your children on a plea of want, We provide sustenance for you and for them" Those who make their children good human being and good Muslim are getting the reward of descendents, provides the parents an equal share of rewards in their graves.

انسانی معاشرے میں والدین اور اولاد کے درمیان ایک انتہائی گہرا اور فطری تعلق قائم ہوتا ہے۔اسلام نے والدین پر اولاد کی جسمانی نشوونما اور پرورش کے ساتھ ساتھ ان کی عمدہ تعلیم وتربیت اور بہترین نگہداشت کی بنیادی

ذمہ داری بھی عائد کی ہے اوراس کی اہمیت پر بے حدزوردیا ہے۔ ماں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ پیدائش کے بعد بچے کوکم ازکم دوسال تک دودھ پلائے اوراس کی خبر گیری کرے۔ اگر ماں نہ ہو یا کسی وجہ سے اپنے شوہر سے علیحدہ ہوچکی ہوتو باپ کا فرض ہے کہ وہ بچے کودودھ پلانے کا انتظام کرے۔ نیز جب تک اولاد خود کمانے کے قابل نہ ہوجائے، اس کی نگہداشت اورخرچ بھی باپ کی ذمہ داری ہے۔ ارشادالٰہی ہے:

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرتے رہو، جس نے تم کونفس واحد سے پیدا کیااوراسی سے اس کا جوڑا (یعنی عورت کو) پیدا کیااور پھر ان دونوں سے بہت مرد و عورت (دنیامیں) پھیلادیئے''۔[۱]

قرآن پاک اوراولاد کی اہمیت

اولاد کی اہمیت اورفضیلت کے بارے میں قرآن مجیداوراحادیث مبارکہ کی تعلیمات پیش خدمت ہیں۔ اولاداتنا بڑاانعام ہے کہ اگراولاد نہ ہوتو اللہ تعالیٰ نے اولاد مانگنے کی دعا بھی سکھائی ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے نیک اورصالح اولاد کی دعا اس طرح مانگتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وہیں دعامانگی زکریانے اپنے رب سے، عرض کی اے میرے رب! عطافرمامجھ کواپنے پاس سے پاکیزہ اولاد، بے شک تو ہی سننے والا ہے''۔[۲]

مفسرقرآن علامہ پیرمحمدکرم شاہ الازہری اپنی تفسیر''ضیاءالقرآن'' میں زیرآیت لکھتے ہیں:

''اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک اولاد کے لیے دعا کرنا انبیائے کرام کی سنت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مبارک مکان میں مبارک وقت میں کسی اللہ کے محبوب کے پاس کھڑے ہوکر جو دعا کی جاتی ہے، اس کواللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے منظور فرمایا کرتا ہے''۔[۳]

اسی طرح سورۃ مریم میں بھی نیک اولاد کی دعا کی تعلیم ارشاد ہوئی ہے۔ ارشادربانی ہے:

(اے میرے رب!) تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایساوارث دے ڈال جومیرا کام اٹھائے وہ میراجانشین ہواوراولادِیعقوب کاوارث ہواوراے میرے رب اسے پسندیدہ کر''۔[۴]

اولاد نعمت و رحمت ہے

اولاد ماں باپ کے لیے باعث تسکین اور مسرت ہوتی ہیں۔اولاد کی نعمت سے ماں باپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ النحل میں اولاد کو نعمت قرار دیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور اللہ نے تم میں سے تمہارے لیے بیویاں بنائیں اور تمہارے لیے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے بنائے اور تمہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا تو کیا وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا وہی کفر کرتے ہیں''۔[۵]

اللہ تعالیٰ نے اولاد کی تعلیم و تربیت اور کفالت و پرورش کی ذمہ داری ماں باپ پر عائد کی ہے اور ماں باپ کے مرنے کے بعد اولاد کو ماں باپ کی جائیداد کا حصہ دار اور وارث قرار دیا ہے تاکہ اولاد جو اپنی زندگی کے سفر کا آغاز کر رہی ہے اس کو کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اللہ تمھاری اولاد (کی وراثت کے حصوں) کے متعلق تمہیں حکم دیتا ہے کہ (میت کے) ایک بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے پس اگر صرف بیٹیاں (دو یا) دو سے زیادہ ہوں تو ان کا حصہ (کل ترکہ کا) دو تہائی ہے اور اگر صرف ایک بیٹی ہو تو اس کا حصہ (کل ترکہ کا) نصف ہے''۔[۶]

پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن اپنی کتاب ''تفہیم المسائل'' میں لکھتے ہیں:

''اسلام کے نظامِ وراثت میں بیٹے اور بیٹی کے حصے میں جو فرق رکھا گیا ہے وہ ضرورت کے پیش نظر ہے کیونکہ عورت کی بہ نسبت مرد کی ضروریات زیادہ ہوتی ہیں اور اسی نے گھر چلانا ہوتا ہے اور گھر کی باگ دوڑ اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے، جبکہ لڑکی پر اس قسم کا کوئی بار نہیں ہوتا۔شادی سے پہلے اس کے والدین اس کی تمام ضروریات پوری کرتے ہیں اور شادی کے بعد اس کی رہائش، لباس، کھانے پینے اور علاج وغیرہ کی ذمہ داری شوہر پر ہوتی ہے، اسی لیے مرد وعورت میں یہ فرق عدل کے مطابق ہے۔[۷]

اولاد کے درمیان ترکے کی تقسیم کا قرآنی اصول تو یہ ہے کہ ''لڑکے کو لڑکی کے مقابلے میں دگنا حصہ ملے گا۔''

لیکن اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اولاد کو کچھ مال حبہ کرنا چاہتا ہے، تو شریعت کا حکم یہ ہے کہ سب کو برابر حصہ

دے۔ارشادرسولﷺ ہے:

''حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ حضرت بنت رواحہ نے ان کے والد سے درخواست کی کہ وہ اپنے مال میں سے کچھ ان کے بیٹے (نعمان) کو ھبہ کردیں، میرے والد نے ایک سال تک یہ معاملہ ملتوی رکھا، پھر انہیں اس کا خیال آیا، میری والدہ نے کہا: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک کہ تم میرے بیٹے کے ھبہ پر رسول اللہﷺ کو گواہ نہ کرلو، میرے والد میرا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہﷺ کے پاس لے گئے، اور اس وقت میں نوعمر لڑکا تھا، انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کی ماں بنت رواحہ یہ چاہتی ہیں کہ میں آپ کو اس چیز پر گواہ بنالوں، جو میں نے اپنے اس لڑکے کو ھبہ کی ہے، رسول اللہﷺ نے دریافت فرمایا:

اے بشیر! کیا اس کے علاوہ تمہاری اور بھی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ (ﷺ) نے فرمایا: کیا تم نے سب کو اتنا حصہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی نہیں، آپ (ﷺ) نے فرمایا: تو پھر مجھے گواہ نہ بناؤ، کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنوں گا۔[8]

اسی موضوع پر صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۴۰۶۹ کے آخر میں رسول اللہﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو! اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔'' حدیث نمبر ۴۰۷۳ میں فرمایا: ''(جاؤ) میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بناؤ'' پھر فرمایا؛'' کیا تمہیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ (تمہارے سب بیٹے) تمہارے ساتھ حسن سلوک میں ایک جیسا رویہ اختیار کریں'' اس نے عرض کیا: ''کیوں نہیں'' آپ (ﷺ) نے فرمایا: ''پھر تم بھی ایسا نہ کرو (یعنی عدم مساوات نہ کرو)۔''[9]

انسان اپنی زندگی میں اپنے مال میں سے جس کو جتنا حصہ دینا چاہے، دے سکتا ہے، اسے اپنے مال پر تصرف کا پورا اختیار ہے۔لیکن مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں کسی شخص کو اپنی اولاد کے درمیان ھبہ اور عطیہ کے طور پر مال تقسیم کرنے میں سب کے ساتھ مساوی برتاؤ کرنا چاہیے۔حتیٰ کہ بیٹے اور بیٹی میں بھی فرق نہیں کرنا چاہئے۔لیکن یہ ''مساوات بین الاولاد'' کا حکم واجب کے درجے میں نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اور کسی ایک کو زیادہ دینا مکروہ تنزیہی ہے۔

صحیح مسلم کے شارح امام نووی نے لکھا ہے کہ حضور اکرمﷺ کا یہ فرمان ہے کہ 'اس پر کسی اور کو گواہ بناؤ' اس بات کی دلیل ہے کہ ''عدم مساوات'' حرام اور باطل نہیں ہے، ورنہ رسول اللہﷺ کیسے فرمادیتے کہ: 'اس پر کسی اور کو گواہ بناؤ'۔امام ابو یوسف، امام مالک اور امام احمد کا قول یہ ہے کہ وراثت کی طرح ھبہ میں بھی لڑکے کو لڑکی سے دگنا دینا چاہئے۔اگر ماں باپ اپنی اولاد میں سے کسی ایک کو، اس کی مالی کمزوری، دماغی کمزوری، جسمانی نقص یا بہت زیادہ

خدمت گزار ہونے کی وجہ سے تلافی کے طور پر کچھ زیادہ دینا چاہیں اور اس پر باقی اولاد کو خوش دلی سے راضی کر لیں، تو پھر یہ بلا اتفاق جائز ہے۔[۱۰]

احادیث مبارکہ اور اولاد کی اہمیت

قرآن پاک میں اولاد کو ایک نعمت، رحمت، آزمائش اور باعث تسکین و راحت قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی اولاد کی تعلیم و تربیت، کفالت و پرورش اور دیگر حقوق پورا کرنے کے بارے میں واضح ارشادات موجود ہیں۔

اولاد کے سلسلہ میں چند تعلیمات اسلامی اور حقوق ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ ولادت کے بعد نہلا دھلا کر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔

۲۔ اذان و اقامت کے بعد کسی نیک مرد یا عورت کھجور چبوا کر بچے کے تالو میں لگوائیے اور بچے کے لیے خیر و برکت کی دعا کروائیے۔

۳۔ ساتویں دن بچے کے لیے اچھا اور بامعنیٰ نام تجویز کیجیے۔

بہتر یہ ہے کہ انبیاء کرام، صحابہ کرام اور اکابرین امت کے نام پر نام رکھا جائے کیونکہ قیامت کے دن اولاد کو اس کے باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ ناموں کے بارے میں اسلام کی تعلیم یہ بھی ہے کہ اگر کبھی لاعلمی میں غلط نام رکھ دیا ہو تو اس کو بدل کر اچھا نام رکھ دیجیے، برا نام تبدیل کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

۴۔ ساتویں دن بچے کا عقیقہ کیجیے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا ذبح کر کے صدقہ کیجیے۔ اگر ماں باپ حاجت مند ہیں تو لڑکے کی طرف سے ایک بکرا بھی کر سکتے ہیں۔

۵۔ ساتویں دن بچے کے سر کے بال منڈوا کر اس کے برابر سونا یا چاندی خیرات کیجیے۔

۶۔ بچے کی ولادت کی خوشی میں ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے استطاعت دی ہے تو بچے کیلئے دو بکروں کا صدقہ (بہ صورتِ ذبح) کیا جائے اور بچی کیلئے ایک بکرا/بکری صدقہ کی جائے اور اگر استطاعت نہ ہو تو بچے کیلئے ایک بکرا بھی کافی ہے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے ختنہ بروقت نہ ہو سکے تو سات سال کی عمر کے اندر ضرور کرا لیجیے۔

۷۔ والدین اپنے بچے کو دو سال تک دودھ پلائیں اگر والدہ اپنا دودھ نہ پلا سکے تو باپ پر ضروری ہے کہ بچے کے

لیے دودھ کا بندوبست کرے۔

۸۔ بچوں کو ڈرانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۹۔ اولاد کے ساتھ ہمیشہ شفقت ومحبت اور مہربانی کا سلوک کیجیے۔

۱۰۔ اولاد کو پاکیزہ تعلیم وتربیت فراہم کریں۔

۱۱۔ بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو انھیں نماز سکھائیں، نماز پڑھنے کی تلقین کریں اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور نماز پڑھنے میں کوتاہی کریں تو انھیں مناسب سزا دے کر نماز کی طرف راغب کریں۔

۱۲۔ بچے جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر الگ الگ کر دیجیے ایک ساتھ سلانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۱۳۔ بچوں کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھیے ان کی طہارت وغیرہ کا خاص خیال رکھیے۔

۱۴۔ دوسرے لوگوں کے سامنے اپنے بچوں کی عیب جوئی نہ کریں اور نہ انہیں شرمندہ کریں۔

۱۵۔ بچوں کو اسلامی تعلیمات اور اصلاحی کہانیاں خاص کر انبیاء کرام اور صحابہ کرام کے قصے سنائیں۔

۱۶۔ اولاد کے ساتھ ہمیشہ برابری اور عدل ومساوات کا سلوک کیجیے۔ والدین کو اپنی اولاد کے درمیان برابری اور عدل ومساوات کا برتاؤ رکھنا چاہیے، ایک کو دوسرے پر بلاوجہ کبھی ترجیح (فوقیت) نہیں دینی چاہیے، خاص طور پر لڑکوں کو لڑکیوں سے برتر خیال نہیں کرنا چاہیے بلکہ دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہیے۔

۱۷۔ بچوں کے سامنے ہمیشہ اچھا عملی نمونہ پیش کیجیے۔

۱۸۔ لڑکی کی پیدائش پر بھی اسی طرح کی خوشی منائیں جس طرح لڑکے کی پیدائش پر مناتے ہیں۔

۱۹۔ لڑکوں کو لڑکیوں پر بلاوجہ ترجیح نہ دیں۔ لڑکیوں کو حقیر اور کمتر خیال نہ کیجیے۔

۲۰۔ لڑکے اور لڑکی کو جائیداد کا مقررہ حصہ خوش دلی کے ساتھ دیجیے۔

اولاد کی اچھی تربیت

بچوں کی تعلیم وتربیت اور تادیب مالی صدقہ سے افضل ہے اور والدین کی طرف سے اولاد کے لیے اچھے ادب واخلاق سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں ہے۔ چنانچہ ایک حدیث مبارکہ میں فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:
انسان اپنی اولاد کو جو اچھا ادب سکھا تا ہے تو وہ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) ایک صاع (چار کلو غلہ) کی خیرات سے بہتر ہے''۔[۱۱]

اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں ہے:
حضرت ایوب بن موسیٰ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی باپ نے اپنے بچے کو کوئی ایسی بخشش نہیں دی جو اچھے ادب سے بڑھ کر ہو''۔[۱۲]

مذکورہ دونوں احادیث مبارکہ میں حضور سید عالم ﷺ نے اولاد کی اچھی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے کیونکہ بچے بالکل سادہ اور خالی تختی کی طرح ہوتے ہیں اگر ان کی اچھی تربیت نہ کی جائے اور انھیں اچھے علم وفضل سے آراستہ نہ کیا جائے تو وہ صرف دیکھنے میں انسان ہوں گے لیکن ان کی عادات اور اخلاق وکردار سے وہ کسی طور پر انسان نظر نہیں آئیں گے۔

اولاد کی اچھی تربیت ماں باپ کا فرض ہے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم اپنی اولاد کے ساتھ رحم وکرم کا برتاؤ کرو اور ان کو اچھی تعلیم وتربیت دو۔[۱۳]

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں فرمان نبوی ﷺ ہے:
حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو کچھ لوگوں پر اقتدار بخشتا ہے تو چاہے وہ تھوڑے ہوں یا زیادہ ہوں، اس بندے سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں سوال کرے گا کہ جو لوگ اس کے ماتحت تھے ان پر اللہ تعالیٰ کا دین جاری کیا یا اس کو برباد کر دیا۔ یہاں تک کہ آدمی کے اپنے مخصوص اہل خاندان (بیوی اور بچوں) کے بارے میں بھی سوال کرے گا۔[۱۴]

اس حدیث مبارکہ میں شوہر سے اس کی بیوی اور باپ سے اس کے بچوں اور ماتحت لوگوں کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا کہ ان کی دینی واخلاقی تربیت کی یا نہیں؟ اگر ماں باپ نے اپنے بچوں کی صحیح اسلامی تربیت کی ہوگی تو انہیں نجات مل جائے گی ورنہ وہ سزا کے حقدار ہوں گے، چاہے ماں باپ اپنی ذات کی حد تک کتنے ہی پرہیزگار

اور دین دار ہوں لیکن جب تک اپنی اولاد کی صحیح اسلامی تربیت نہیں کریں گے قیامت کے دن جواب دہ ہوں گے۔

اولاد صدقہ جاریہ ہے

نیک اولاد ماں باپ کے لیے صدقہ جاریہ بنتی ہے اور اس کی نیکیوں کو اجر وثواب ماں باپ کو ملتا رہتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں فرمان نبوی ﷺ ہے:

> حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مومن کے مرنے کے بعد اس کی کچھ نیکیوں کا اجر وثواب اسے برابر ملتا رہتا ہے، کسی کو اس نے دین کی تعلیم دی ہے اور دین کا علم پھیلایا ہے تو جب تک اس کے پڑھائے ہوئے لوگ دنیا میں نیک کام کرتے رہیں گے اسے بھی ثواب ملتا رہے گا یا اس نے کوئی نیک اولاد چھوڑی ہو"۔[۱۵]

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اگر والدین نے اپنے بچے کی صحیح اسلامی تربیت کی اور اس کے نتیجے میں وہ نیک ہوا تو جب تک اس کی اولاد نیک کام کرتی رہے گی، اس کے ماں باپ کو برابر اجر وثواب ملتا رہے گا۔

میاں بیوی کا باہمی تعلق

شوہر اور بیوی کا باہمی تعلق وتعاون اور تعلق ایک طرف تو جبلت اور فطرت کی تسکین کا باعث ہوتا ہے تو دوسری طرف باہمی محبت، اعتماد اور رحمت کا رشتہ پیدا ہو جاتا ہے۔ دونوں روحانی رشتہ کی بناء پر شاہراہِ حیات میں ایک دوسرے کے ہم سفر اور ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں۔ نیک اور صالح اولاد ماں باپ کی زندگی کا سرمایہ بنتی ہے۔ ماں باپ کے انتقال کے بعد نیک اولاد ان کے لئے صدقہ جاریہ ہوتے ہیں، جو اپنے والدین کے حق میں ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کرتی ہے اگر اولاد بچپن میں ہی فوت ہو جائے تو وہ والدین کی شفاعت کرے گی۔

والدین نمونہ ومثال ہیں

نکاح کی تقریب کے حوالے سے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ نکاح عصر اور مغرب کے درمیان مسجد میں سادگی سے کیا جائے۔ جو لوگ اسلامی اصولوں اور ضابطوں پر عمل کرتے ہوئے اس سنت کی پابندی کرتے ہیں، وہ زیادہ تر

اپنے بچوں کی شادیاں مغرب سے قبل مسجد ہی میں کرتے ہیں۔شادی کے لئے مشہور زمانہ مفکر خلیل جبران نے کہا ہے کہ ''شادی دو مقدس روحوں کا ملاپ ہے، تاکہ تیسری روح وجود میں آسکے''۔

لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم تیسری پاکیزہ روح کو وجود میں لانے کے لئے اسلام کی پاکیزہ تعلیمات اورسنت رسول ﷺ کو اپنائیں تاکہ ہماری اولاد نیک وصالح ہوسکے اور آگے چل کر ملک وقوم اور اپنے ماں باپ کا نام روشن کرسکے۔

اولاد کی صحیح تربیت

اولاد کی تربیت کی ابتداء والدین سے ہوتی ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ مردوعورت شادی کے بعد بالعموم اور اولاد کی پیدائش کے بعد بالخصوص اپنی تمام تر خامیوں، کوتاہیوں اور کمزوریوں کو فوری طور پر ختم کرلیں، کیوں کہ اب وہ تنہا نہیں بلکہ اُن سے ایک نئی نسل جاری ہے، جس کے لئے انہیں بہترین مثال اور نمونہ بننا ہوگا اور گھر میں ایک اچھا اور بہترین اسلامی ماحول پیدا کرنا ہوگا۔

بچہ جب آنکھ کھولتا ہے تو اس کی نظر ماں کی ایک ایک حرکت پر ہوتی ہے اور جب ہوش سنبھالتا ہے تو باپ کے کردار کو دیکھتا ہے اور اسے جو کچھ اپنے ماں باپ میں نظر آتا ہے بچہ بھی غیر شعوری طور پر اسی کو اختیار کرتا ہے۔ جو کچھ اس کے والدین کرتے ہیں، بولتے ہیں، کھاتے پیتے ہیں، بچہ بھی وہی سب کچھ کرتا ہے حتیٰ کہ بچہ دین بھی وہی اختیار کرتا ہے جو اس کے والدین کا ہوتا ہے۔

اسلام کا تصور یہ ہے کہ انسان پیدائشی طور پر کوئی پاپ یا گناہ لے کر پیدا نہیں ہوا۔ ہر انسان اللہ تعالیٰ کی فطرتِ سلیم پر پیدا ہوتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> ''سو آپ تمام باطل نظریات سے لاتعلق ہوکر اپنے آپ کو دینِ حق پر قائم رکھیں، (اے لوگو!) اللہ کی فطرتِ (سلیم) وہی ہے، جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی فطرت میں کوئی تبدیلی نہیں ہے، یہی صحیح دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔[۱۶]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بچہ دینِ فطرت (ملّتِ اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اُسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں، جیسے جانور کا بچہ بالعموم صحیح سالم پیدا ہوتا ہے، کیا تم اُس میں کوئی کن کٹا یا مقطوع الاعضاء پاتے ہو، پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم چاہو سورۂ روم، آیت: 30 پڑھو''۔[۱۷]

یعنی ہر انسان میں فطری استعداد و صلاحیت اسلام ہی قبول کرنے کی ہوتی ہے، لیکن والدین کا عمل و کردار اور

مذہب اس طرح اس پر طاری ہو جاتا ہے کہ اس کی فطری قوت واستعداد چھپ جاتی ہے اور وہ فطرت باقی رہنے کے باوجود فطری عمل اختیار نہیں کر پاتا بلکہ ماں باپ کا غیر فطری عمل اس سے ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ پھر جب اس کو اپنی فطرت (ہدایت واسلام) کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ اسلام قبول کر کے مسلمان ہو جاتا ہے اور اپنی اصل فطرت (اسلام اور ہدایت) کو پالیتا ہے۔

اسی طرح مسلم والدین کو چاہئے کہ اپنے عمل وکردار اور اپنے گھر کے ماحول کو اسلامی اور مذہبی بنائیں تا کہ ان کے بچے بھی اسلامی ماحول میں بہترین تربیت پاسکیں۔ اس لئے کہ ہر بچے میں فطرتاً اچھائی اور برائی قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے اور اس کے والدین اسے جس طرف چاہیں، مائل کر سکتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ماں باپ ہی اولاد کے لئے نمونہ اور مثال ہیں اور یہ ہر ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی دینی واسلامی تعلیم وتربیت کا فوری طور پر بندوبست کریں اور انہیں اخلاقِ حسنہ اور بہترین عمل وکردار کی تعلیم دیں، جس سے وہ ان شاء اللہ نہ صرف دنیا میں فوائد اور خیر وبھلائی پاسکیں گے بلکہ آخرت میں بھی وہ صدقہ جاریہ کے حق دار بن سکتے ہیں۔

جس طرح اسلام میں اولاد پر والدین کے حقوق لازم ہیں اسی طرح اولاد کے چند حقوق بھی والدین پر لازم ہیں جس کی ادائیگی ہر والدین پر فرض ہے اور قیامت میں اس فرض کی ادائیگی کے بارے میں ضرور باز پرس ہوگی، کہ والدین نے اپنی اولاد کے حقوق اور اپنے فرائض کہاں تک پورے کئے، اسلام میں والدین پر اولاد کے چند حقوق یہ ہیں۔

اسلامی تعلیم وتربیت اور اسلامی نام

رسول اللہ ﷺ نے خصوصیت کے ساتھ والدین پر اولاد کے تین حقوق کا تذکرہ فرمایا ہے جو اولاد کی اچھی تربیت اور ان کو نیک وصالح اور فرماں بردار بنانے کیلئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ والدین پر اولاد کا اہم حق ہے کہ وہ اپنے بچوں کا خوبصورت نام اور اسلامی نام رکھیں، کیوں کہ ہر انسان کی عادات اور عمل وکردار پر اس کے نام کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ والدین پر یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو بہتری ادب سکھائے۔ اسلامی ادب میں بڑوں کی عزت وتعظیم اور چھوٹوں پر شفقت ومحبت کے علاوہ باہمی ہمدردی وخیر خواہی، حسن اخلاق، امانت ودیانت، صدق وسچائی، عفوودرگزر اور ایثار وقربانی وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔

اچھی تعلیم، بہترین تحفہ

اولاد کے ساتھ حسن سلوک، رحم و کرم کا برتاؤ، ان کی خودداری و عزت نفس کا خیال، ان کے ساتھ پیار و محبت اور شفقت کرنا اور ان کو اچھی تعلیم و تربیت دینا نہ صرف ایک فطری جذبہ ہے بلکہ یہ دین اسلام کا تقاضا، سنتِ رسول ﷺ اور اپنی دنیا اور آخرت کو بنانے اور سنوارنے کا بہترین ذریعہ بھی ہو۔

والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی پرورش، اچھی تعلیم اور تربیت کا اہتمام کریں، کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے، اس میں سب سے بہترین عطیہ اس کی اچھی تعلیم و تربیت ہے''۔ [۱۸]

اس لئے والدین پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی اولاد اور اپنے اہل و عیال کی دین کی تعلیم اور اچھی تربیت کریں، بلکہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کا آغاز ''ایمان داری'' کا پہلا درس دے کر کرنا چاہئے، کیونکہ جو تعلیم و تربیت بچوں کو کم سنی اور کم عمری میں دی جاتی ہے، تو وہ ان کی عادت بلکہ فطرتِ ثانیہ بن جاتی ہے۔

اولاد کی تعلیم و تربیت پر یہ ایک انتہائی پر حکمت فرمان رسول مقبول ﷺ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خود علم سیکھو اور لوگوں کو اس کی تعلیم دو''۔

لہٰذا والدین پر فرض ہے کہ وہ خود علم حاصل کریں اور اپنی اولاد کو بھی دولت علم سے سرفراز کریں۔ والدہ کی گود بچے کی پہلی اور بہترین درس گاہ ہوتی ہے۔ درحقیقت انسانی سیرت ماں کی گود میں بنتی اور سنورتی ہے بچے کا سب سے زیادہ رابطہ ماں کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ ماں اور اس کے ماحول کا اثر قبول کرتا ہے، لہٰذا والدہ ہی کو بچے کی ابتدائی تعلیم پر بھرپور توجہ دینی چاہئے۔

اولاد کی شادی

اسی طرح اپنی بالغ اولاد کا جلد سے جلد مناسب اور اچھی جگہ نکاح اور شادی کر دینا بھی والدین کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ والدین پر لازم ہے کہ اولاد کے بالغ ہونے کے بعد ان کے لئے مناسب جوڑا تلاش کریں اور جس قدر جلد ممکن ہو اس عظیم ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کی کوشش کریں اور اس میں بے جا تاخیر نہ کریں۔

ایک حدیث شریف میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

جس کے ہاں اولاد ہو تو وہ اس کا اچھا نام رکھے اور اسے ادب سکھائے اور جب وہ بالغ ہو

جائے تو (جلد سے جلد کسی اچھی جگہ) اس کا نکاح کردے، اگر بالغ ہونے کے بعد اس کا نکاح نہ کیا تو اگر اس نے کوئی گناہ کا کام کرلیا تو اس کا گناہ (وبال) اس کے باپ پر ہوگا"۔[۱۹]

پرورش اور مناسب تعلیم وتربیت کے بعد اولاد جب بالغ ہوجائے تو پھر اس کی کسی اچھی جگہ شادی کردیں۔ یہ بھی والدین کا ایک اہم فرض ہے۔ اولاد کے درمیان عدل وانصاف اور مساوات قائم کریں، کسی سے ظلم وناانصافی نہ کریں، کیونکہ والدین کی وفات کے بعد اولاد صالحہ ان کے نامہ اعمال میں (ان کے حق میں دعائے خیر اور ایصال ثواب کرکے) نیکیوں میں اضافہ کا سبب بنتی ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ والدین جب اپنی اولاد کیلئے داماد یا بہو تلاش کریں تو خاندان، حسن وجمال اور مال ودولت پر عزت وشرافت اور دینداری اور انسانیت کو ترجیح دیں کیوں کہ اول الذکر سب چیزیں تو عارضی اور فانی ہوتی ہیں۔ چنانچہ بچوں کی شادی کیلئے تعلیم اور نوکری وغیرہ کو وجہ تاخیر نہ بنائیں کیونکہ اس سے کئی الجھنیں اور پریشانیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے جو جوڑا بننے کے بعد حسب ضرورت رزق کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اس کے حصول کے اسباب بھی پیدا فرمادیتا ہے۔

اولاد کے درمیان عدل ومساوات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

جس شخص نے تین یا دو لڑکیوں یا (کسی بھائی نے اپنی) تین یا دو بہنوں کی سرپرستی کی اور انہیں اچھی تعلیم وتربیت دی اور ان کے ساتھ رحم کیا اور اچھا سلوک کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں بے نیاز کردے تو ایسے شخص کیلئے اللہ تعالیٰ نے جنت واجب کردی"۔[۲۰]

والدین کو اپنی اولاد کے درمیان برابری اور عدل ومساوات کا برتاؤ رکھنا چاہئے، ایک کو دوسرے پر بلا وجہ کبھی ترجیح نہیں دینی چاہئے، بالخصوص لڑکوں کو لڑکیوں سے برتر نہیں خیال کرنا چاہے۔ اگر اولاد میں سے کسی ایک کو کوئی تحفہ وغیرہ دیا جائے تو دوسروں کو بھی ویسا ہی دینا چاہئے، ورنہ یہ انتہائی ناانصافی ہوگی اور گھر کا ماحول بھی اس سے متاثر ہو سکتا ہے۔

اولاد کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی اور حق تلفی نہیں کرنی چاہیے۔ اگر ایسا ہوا تو قیامت کے دن ماں باپ جواب دہ ہوں گے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور جب (قیامت میں) زندہ درگور کی گئی (لڑکی) سے پوچھا جائے گا کہ تو کس جرم میں

قتل کی گئی''۔[۲۱]

یعنی ماں باپ کو اپنے ناروا ظلم کا حساب دینا پڑے گا۔ ہمارے معاشرے میں نجانے کتنے لڑکے اور لڑکیاں ماں باپ کے ناجائز ظلم وستم سے تنگ آکر خودکشی کر لیتے ہیں اور کتنے ہی اپنے گھروں سے بھاگ کر یا تو کسی دارالامان یا فلاحی اداروں میں پناہ لے لیتے ہیں یا پھر کسی جرائم پیشہ اور خطرناک قسم کے لوگوں اور گروہوں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں اور اپنی زندگی اور اچھے مستقبل کو اپنے ہی ہاتھوں برباد کر دیتے ہیں، کیونکہ یہ لوگ گھروں سے بھاگ کر آنے والے لڑکوں اور لڑکیوں سے ہر قسم کا ناجائز کام کرواتے ہیں، پھر اسمگلنگ کرنا، ڈکیتیاں اور چوریاں کرنا، کرائے پر قتل کرنا ان کا معمول بن جاتا ہے اور وہ معاشرے ایک اچھے شہری بننے کے بجائے معاشرہ پر بوجھ بن جاتے ہیں اور رہنے والوں پر خدا کی زمین بھی تنگ کر دیتے ہیں۔

آخر اس میں قصور کس کا ہے، کیا یہ والدین کی ذمہ داری نہیں بنتی کہ وہ اپنے بچوں کی دیکھ بھال کریں، ان کی بہترین تعلیم و تربیت کریں، ان کے درمیان عدل ومساوات قائم کریں، ان سے اچھا سلوک کریں اور ان کی جائز خواہشات اور تمناؤں کو پورا کریں تو انشاء اللہ یہ نوبت نہیں آئے گی کہ آپ کے بچے ملک وقوم اور معاشرہ کیلئے بوجھ بنیں گے بلکہ وہ ایک اچھے شہری اور معاشرے کے ذمہ دار فرد بن سکتے ہیں، جس کے لئے آپ کی مناسب دیکھ بھال اور اچھی تعلیم وتربیت لازمی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سورۃ النساء: آیت ۱

۲۔ سورۃ آل عمران: ۳۸

۳۔ تفسیر ضیاء القرآن: صفحہ ۲۲۶، جلد: ۱، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۴۔ سورۃ مریم: آیت ۶-۵

۵۔ سورۃ النحل: آیت ۷۲

۶۔ سورۃ النساء: آیت نمبر ۱۱

۷۔ تفہیم المسائل صفحہ ۲۲۵، جلد: ۱، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۸۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۴۰۷۰
۹۔ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۴۰۷۳
۱۰۔ تفہیم المسائل صفحہ ۲۲۵، جلد: ۲، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۱۱۔ جامع ترمذی، صفحہ ۲۵۰، مطبوعہ نور محمد کتب خانہ اصح الکتب، کراچی
۱۲۔ جامع ترمذی، صفحہ ۲۵۵ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ اصح الکتب، کراچی
۱۳۔ الترغیب والترہیب بحوالہ سنن ابن ماجہ
۱۴۔ زادِ راہ، صفحہ ۶۲، مرتب: مولانا جلیل احسن ندوی، مطبوعہ اسلامک پبلی کیشنز لاہور بحوالہ مسند امام احمد
۱۵۔ سنن ابن ماجہ، الترغیب والترہیب، ابن خزیمہ
۱۶۔ سورۃ الروم: ۳۰
۱۷۔ صحیح مسلم: رقم الحدیث ۳۶۵۸
۱۸۔ جامع ترمذی، صفحہ ۲۵۵ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ اصح الکتب، کراچی
۱۹۔ مشکوٰۃ المصابیح، باب النکاح، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۰۔ مشکوٰۃ المصابیح، باب النکاح، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۱۔ سورۃ التکویر: ۸، ۹

عبدالرزاق شہزاد سیالوی بحیثیت ریسرچ اسکالر سینٹر آف ایکسیلینس فار ویمنز اسٹڈیز، جامعہ کراچی میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

محمد شاہد بحیثیت ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ سماجی بہبود، جامعہ کراچی میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تبسم کلثوم فیضی بحیثیت اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز، وفاقی اُردو یونیورسٹی میں خدمات انجام دے رہی ہیں۔